الکتاب والحکمۃ

عزیز زبیدی

امت کا تعلق ولادت سے نہیں، بعثت سے ہوتا ہے!

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (توبہ ع۱۶)

"(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں کے ایک رسول آئے ہیں، تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے اور ان کو تمہاری بہبود کا ہوکا ہے (اور) وہ مسلمانوں پر نہایت درجے شفیق (اور) مہربان ہے۔"

امتوں کو واسطہ اور تعلق ہمیشہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے ہوتا ہے ان کی ولادت سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ مبعوث کی بعثت ایک پیام، اسوۂ تبیین اور ارادۃ الطریق ہوتی ہے، کسی مولود کی ولادت میں یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا احسان توجتایا ہے، ان کی ولادت کا نہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (آل عمران ع۱۷)

"یعنی اللہ نے مسلمانوں پر (بڑا ہی) فضل کیا کہ ان ہی میں کا ایک رسول بھیجا۔"

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ (پ۲۸ - الجمعۃ ع۱)

"وہ (خدا) ہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔"

کیونکہ اصل مقصود تعلیم، تزکیہ، طہارت اور حکمت کا اتمام ہوتا ہے، اور اس کا تعلق براہ راست بعثت سے ہوتا ہے، ولادت سے نہیں — چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت سے انہی مقاصد کا اتمام بتایا ہے۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعۃ ع۱)

"جو ان کو (اللہ کی) آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے، اور ان کا تزکیہ کرتے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

آپ جانتے ہیں کہ ان امور کا تعلق براہ راست مولود اور اس کی ولادت سے نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دل میں خیال آئے کہ مبعوث کی ولادت نہ ہوتی تو بعثت کی نوبت کیسے آتی؟ یہ بجا ہے لیکن ہم کہتے ہیں

کہ پھر اس کو شروع سے کیوں نہ شروع کیا جائے؟ اگر حضرت آدمؑ نہ ہوتے تو آپؐ کا ظہور کیسے ہوتا، پھر آپؐ کے آباؤ اجداد نہ آتے تو آپؐ کی تشریف آوری کیونکر ہوتی؟ اگر ولادت کی بھی کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو آپؐ کی شیر خوارگی کا دور بھی احکام دینیہ کا ماخذ ضرور قرار دیا جاتا۔ انبیاء کرام علیہم السلام خود بھی یوم میلاد کا اہتمام کرتے، ان کے صحابہؓ اور دوسرے صلحاء بھی اس کی مشعلیں ضرور روشن فرماتے، کیونکہ عشاق بھی تھے اور باذوق بھی۔ حساس بھی تھے اور اسلام وایمان کے تقاضوں اور دواعی سے باخبر بھی۔ ورنہ خاکم بدہن یہی کہنا پڑے گا کہ وہ راہ و رسم سے بے خبر رہے جس کو بعد میں کچھ لوگوں نے "دریافت" کر لیا۔

ہمارے نزدیک "یوم میلاد" جیسی تقریب کی ایجاد، حجازی ذوق کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک عجمی رسم ہے جو ان لوگوں کی پیداوار ہو سکتی ہے جن کے ترکشِ حیات قابلِ مثال اقدار سے خالی ہو تے ہیں اور وہ اب چاہتے ہیں کہ ان کے دورِ ذمہ داری کا مطالعہ چھوڑ دیں، چنانچہ انھوں نے لوگوں کے سامنے اپنے دورِ بچپن کو پیش کرنے کے لیے "سالگرہ" کی طرح ڈالی، کیونکہ وہ معصوم اور پیارا دور ہوتا ہے۔ ان کی بچپن کی کہانی سے لوگوں کے ذوق کا مزہ بھی کچھ بدل جاتا ہے اور یاروں اور قدح خواروں کی قصیدہ خوانیوں سے اپنی خود نمائی کے لیے ایک تقریب بھی مہیا ہو جاتی ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنی ذات کی حد تک اپنے حیوانی دائروں میں ہر طرح سے سیر ہو رہتے ہیں، وہ اپنے بچپن کے البیلے دور کو یاد کر کے پھر سے تازہ دم ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور زندگی کی مسرفانہ بے تابیوں کی تسکین کے لیے ایک نیا دورِ عیش ڈھونڈ لانے کے لیے یہ ایک حیلہ کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مطہر اور مقدس زندگی ان تکلفات سے بالا اور ان کی حیاتِ طیبہ کا خاکہ زندگی ان جعلی رنگ آمیزیوں کا بالکل محتاج نہیں تھا۔ پھر خدا جانے یہ عجمی عشاق حضورؐ کی مبارک زندگی کو ان تکلفات کے مارے لوگوں کی راہ پر ڈال کر آپؐ کی کسرِ شان کے سامان کیوں کر رہے ہیں؟ گو اب سالگرہ کی رسم نے مزید ترقی کی ہے، لیکن یقین کیجیے! وہ پیام اور اسوہ سے خالی رہتی ہے۔

ہمارے نزدیک "یوم بعثت" کے بجائے "یوم ولادت" پر اصرار ایک عجمی سازش کا نتیجہ ہے کہ دنیا "دورِ پیامی" کے مطالعہ کا اہتمام کر کے کہیں پھنس نہ جائے، اس لیے ان کی یہ کوشش ہے کہ حضورؐ کی ولادت کی کوئی تقریب تخلیق کر لی جائے تاکہ معاملہ کام و دہن یا شعر و سخن کی حد تک محدود رہے اس سے آگے نہ بڑھنے پائے ورنہ کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔

یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ یوم میلاد کو منانے ہوئے لوگ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ طفولیت تک بھی محدود نہیں رہتے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پورے سراپا کو پیش کرنے

کی کوشش بھی کی جاتی ہے حالانکہ بات حضورؐ کے ظہور کی تھی، یوم مبعوث کی نہیں تھی۔ اگر یوم میلاد منانا ہی ہے تو پھر اپنی اولاد کے لیے اس سے اسباق مرتب کیے جائیں اور ان کو اس رنگ میں رنگ کر "محمدیت" علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تک پہنچنے کے لیے ایک اساس ان کو مہیا کر دی جائے تاکہ اس طرح وہ امت مسلمہ مشہود کی جا سکے جس کو وجود میں لانے کے لیے پیغمبر خدا نے اپنی تمام پیغمبرانہ کوششیں صرف کر ڈالیں۔

یہ یوم ولادت عجمی سالگرہ کا چربہ ہیں، جو صرف ان لوگوں کی تخلیق ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عمل کو اپنانے کا تو حوصلہ نہیں رکھتے ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ ان کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کر کے سرخرو ہو لیں۔ بالفاظِ دیگر یہ کہ: خدا اور اس کے رسولؐ کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

ہم نے دیکھا ہے کہ جو افراد اور طبقے زبانی کلامی خراجِ عقیدت پیش کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں وہی لوگ "مسنون علم و عمل" کے لحاظ سے سب سے زیادہ تہی دامن ہوتے ہیں کیونکہ وہ دل کی بھڑاس نکال کر دل کا بوجھ ہلکا کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایک سال اب پاس ہو جائے گا، خدا اور اس کے رسولؐ سے دور بھی زندگی گزری تو خیر سلّا ہے، اگلے سال "عید میلاد" اور "یوم ماتم" منا کر پھر سے دور کی مسافتیں دور کر لیں گے۔ جو لوگ "عید میلاد" کے جلوس کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں، وہی لوگ عموماً ننگ بنی ہوتے ہیں۔ منہ پر ڈاڑھی نہیں، بلکہ ڈاڑھی دیکھ کر ان کے تیور بدل جاتے ہیں، نماز کے نزدیک وہ نہیں جاتے، حقہ سگریٹ کا شوق وہ فرما لیتے ہیں، فلم اور سینما کی دنیا ان کے دم قدم سے آباد ہوتی ہے رسولؐ کی نعت گا کر، پھر ملکۂ ترنم اور کسی گلوکارہ کے فلمی گیت گاتے اور منہ کا مزہ بدلتے ہیں۔ ان ظالموں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسی پاک ہستی، کی یادیوں منائی ہے جیسے سیاسیئن سود کی مناتے ہیں، اس جلوس میں وہ سب کچھ ہوتا ہے جو دنیا داروں کی یاد اور سالگرہ مناتے وقت کرتے ہیں۔

ان کی "عید میلاد" اور "جشنِ سیرت" کا نظارہ کرنے کے بعد ایک بااصول سنجیدہ اور باذوق شخص بدمزہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمارے جلوس سیرتِ رسولؐ کی حیاتِ طیبہ کے غماز نہیں ہوتے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذاتِ گرامی کے عجمی عید کا ہدف بننے سے جتنا ڈرتے تھے آپؐ کے وہ اندیشے بالکل بجا اور حرف بحرف صحیح نکلے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ..... وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا (رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ و ابویعلی المقدسی عن علی بن الحسین)

"حضورؐ نے فرمایا: کہ میری قبر کو عید نہ بنا لینا۔"

اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ میری قبر پر سال بہ سال میلہ نہ لگایا کرنا، دوسرے یہ کہ میری وفات کے بعد میری عید نہ منایا کرنا۔ قبر پر میلہ اور عرس کرنے سے قبر کی پوجا کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں اور رسومات شرکیہ اور بدعیہ کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی عید منانے کی صورت یہی "عیدِ میلاد" "جشن سالگرہ" اور دوسری سطحی یادیں اور قوالیاں ہی ہو سکتی ہیں۔ یہ باتیں وہ ہیں کہ اگر کسی کو ضد سے ایمان پیارا ہو تو آسانی سے سمجھ آسکتی ہیں۔ ورنہ خدا حافظ!

رسولِ مقبول نمبر کے بعد ادارہ محدث کی عظیم پیشکش ملتِ مصطفےٰ نمبر

آج کل دنیا مختلف ازموں اور نظاموں سے تنگ ہو کر جب اسلام کی طرف نظر اٹھاتی ہے تو اسے مسلمانوں کے بلند بانگ دعووں اور نعروں کے سوا خود نام لیواؤں کی زندگیوں میں وہ رونق نظر نہیں آتی جسے انسانیت کے دکھوں کا مداوا کہا جا سکے۔ چنانچہ یہی چیز اسلام کی عظیم فوز و فلاح کے قبول کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ لادینیت کے موجودہ دور میں مسلمانوں کی اس کمزوری کے اعتراف کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی تاریخ کے جھروکوں سے وہ روشنی نظر آتی ہے جو اسلام کے دامن میں پناہ لینے والوں کے لیے دنیا و آخرت کی سربلندیوں کا پیغام دیتی ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں اسی سیرت و کردار کو اپنائیں جو ہمارے لیے ماضی کا سرمایہ افتخار ہے تو حال و مستقبل کی سرفرازیوں کا ضامن بھی۔

چونکہ سیرت و کردار کی تعمیر کے لیے اولین ضرورت نقشہ کار کی ہوتی ہے اس لیے ہم نے اسوۂ حسنہ کے طور پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے تابناک پہلو محدث کی دو سابقہ ضخیم خصوصی اشاعتوں "رسولِ مقبول نمبر" (حصہ اول و دوم) میں پیش کیے تھے جو ہر دور کا ابدی پیغام ہے۔

گزشتہ سال کی "تحریکِ نظامِ مصطفےٰ" کے بعد ملک میں برسرِ اقتدار عبوری انتظامیہ کی مخلصانہ کوششوں سے دینِ اسلام کی کارفرمائی کی منزل قریب تر نظر آرہی ہے۔ اسی لیے عبوری حکومت نے بانی پاکستان اور مفکر پاکستان کے سالوں کے بعد رواں سال کو نظریہ پاکستان کے طور پر "اسلام" کا سال منانے کا اعلان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ عوامی قربانیوں کی بدولت جو آواز اب سارے ملک کی متفقہ پکار بن رہی ہے اس کا عملی نقشہ پیش کرنے کا چیلنج "خواص" ہی کو ہے۔ اسلام کے یہی خطوط اپنی اصل اور حقیقی شکل میں "ملتِ مصطفےٰ" ہیں جن پر کاربند ہو کر ہی ملتِ پاکستانیہ اور ملتِ اسلامیہ صحیح صورت میں تشکیل پا سکتی ہے۔ چنانچہ علمی میدان میں اپنا حصہ ادا کرنے کے لیے ادارہ محدث نے اپنی سابقہ روایات کے شایانِ شان "ملتِ مصطفےٰ نمبر" نکالنے کا فیصلہ کیا ہے جو تیاری کے مراحل میں ہے عنقریب اس کا مکمل نقشہ بذریعہ اشتہار شائع کر دیا جائے گا۔ جن اہلِ قلم حضرات سے اس سلسلہ میں بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت قلمی تعاون کی گفتگو ہوئی ہے وہ اولین فرصت میں اپنی نگارشات بھیج کر شکر گزار فرمائیں (ادارہ)